بسم اللہ الرحمن الرحیم

وفاقی شرعی عدالت ۔ اسلام آباد

اپیل اختیار سماعت

روبروئے

جناب جسٹس ظہور الحق رکن

جناب جسٹس کریم اللہ درانی رکن

جناب جسٹس ملک غلام علی رکن

جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رکن

فوجداری اپیل نمبر I/100 ۔ 1981ء

مدعی ——— افادت اور دو دوسرے

بنام

مدعی علیہ ——— ریاست

وکیل برائے اپیل کنندہ ——— سردار محمد اسحاق خان ایڈوکیٹ

وکیل برائے ریاست ——— حافظ ایس اے رحمان ایڈوکیٹ

تاریخ سماعت ——— 1981-9-1

فوجداری اپیل نمبر I/101 ۔ 1981ء

مدعی ——— قاضی محمد نعیم

بنام

مدعی علیہ ——— ریاست

وکیل برائے اپیل کنندہ ——— محمد رفیق خان ایڈوکیٹ

وکیل برائے ریاست ——— حافظ ایس اے رحمن ایڈوکیٹ

تاریخ سماعت ——— 1981ء - 9 - 1

فوجداری اپیل نمبر I/102 ۔ 1981ء

مدعی ——— مسماۃ منورجان

بنام

مدعی علیہ ——— ریاست

وکیل برائے اپیل کنندہ ——— چوہدری غلام احمد ایڈوکیٹ

وکیل برائے ریاست ——— حافظ ایس اے رحمان ایڈوکیٹ

تاریخ سماعت ——— 1981ء - 9 - 1

فوجداری اپیل ھائے نمبرات 100/آئی ، 101/آئی

102/آئی سال 1981ء

افادت وغیرہ بنام سرکار

فیصلہ -

کریم اللہ درانی رکن۔ میں نے اپنے فاضل بھائی اور رکن پیر سید محمد کرم شاہ الازھری کے فاضلانہ فیصلے سے استفادہ کیا ھے۔ جہاں مجھے ان کے فیصلے کے ان حصوں سے اتفاق ھے جسمیں انہوں نے شوھر کی جانب سے بیوی پر زنا کا الزام لگانے کی صورت میں لعان کی کاروائی دفعہ 14 جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس نمبر 8 ، 1979ء کے تحت سورہ نور کی آیات متعلقہ کی روشنی میں عمل میں لانا عدالت کیلئے لازم قرار دیا اور انہی آیات کریمہ کی رو سے بیوی کو شوھر کے حلف اٹھالینے کے بعد جواباً اپنی بریت کا اظہار مقررہ شرعی طریقے سے کر دینے پر جرم زنا کے مواخذہ سے بری الذمہ ھوجانا قرار دیا۔ نیز زن و شوھر کے مابین اخلاقی آداب اور اس رشتے کو جو تقدس حاصل ھے۔ اس ضمن میں احادیث مبارکہ سے جو روشنی فاضل رکن نے اس مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر ڈالی ھے۔ ان سے بھی مکمل اتفاق کرتے ھوئے میں بصد ادب و احترام ان کے استخراج نتائج اور اپیل ھائے زیر سماعت پر ان کے انطباق سے اختلاف پر مجبور ھوں۔ میری رائے میں ان اپیلوں میں کوئی ایسی قانونی شہادت ملزمان کے خلاف میسر نہیں ھے جس کی بنا پر متعلقہ دفعات کے تحت اپیل کنندہ ملزمان کی سزا یابی کا جواز پیدا ھو۔ اسکے ساتھ ھی مجھے اپنے فاضل بھائی کی اس قرارداد سے بھی مکمل اتفاق ھے۔ کہ اپیل نمبر 101 آئی سال 1981ء کو منظور کیا جا کر قاضی محمد نعیم ایڈوکیٹ کو مواخذہ سے بری کر دیا جائے ۔

۲ - میں مقدمہ میں مہیا تمام شہادت کا متعلقہ قانون کی روشنی میں بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ھوں کہ دوسری دو اپیلیں نمبرات 100/ آئی 1981ء اور 102/آئی 1981ء " افادت اور دوسرے بنام سرکار" اور "مسمات منورجان بنام سرکار" نیز منظور کی جا کر ملزمان اپیلانٹس کے خلاف قرار داد ارتکاب جرم زیر دفعہ نمبر 16 جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء و دیگر متعلقہ دفعات ساقط کی جا کر ان کے تحت دی گئیں سزائیں کالعدم کی جائیں اور انہیں بری کیا جائے۔ اس ضمن میں مناسب ھوگا اگر میں مقدمہ میں مہیا جملہ شہادت پر مبسوط بحث کروں اور ان قانونی دلائل کا تفصیلی جائزہ پیش کروں جنکی بنا پر میں اس نتیجہ پر پہنچا ھوں ۔

(26)

27

۳- ملزمان اپیلانٹاں کےخلاف مقدمہ اس ابتدائی اطلاعی رپورٹ کے شاخسانہ میں قائم ھوا جو مورخہ 28/1/81 کو بوقت ساڑھے نو بجے دن محمد خان ولد محمد نواز سکنہ ماڑی کنجور کی درخواست پر تھانہ اٹک صدر میں درج ھوئی - اس رپورٹ میں اطلاع دھندہ محمد خان نے جو بعد ازاں بطور گ۔ا (1) عدالت میں پیش ھوا یہ ظاھر کیا تھا کہ مسمات منورجان اسکی منکوحہ بیوی ھے جسکے بطن سے اسکے دو بچے پیدا ھوئے ھیں - عرصہ سوا سال پیشتر شکایت کنندہ کی غیر موجودگی میں جبکہ وہ محنت مزدوری کی غرض سے گھر سے باہر گیا ھوا تھا اسکی منکوحہ مسمات منورجان مسمیان (1) مدد خان (2) افادت (3) محبت پسران صوبہ خان اور (4) منورخان پسر نادرخان ساکنان بریار تحصیل و ضلع اٹک کے ھمراہ چلی گی ھے اور انکے ساتھ غیرقانونی طور پر رھائش پذیر ھے اور مسمات منورجان نے ملزم افادت کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کر لئے ھیں اور اس سے شادی کرنے کی خواھش مند ھے- اور دیگر ملزمان اس جرم میں ان دونوں کی اعانت کر رھے ھیں- اور یہ کہ ملزمہ منورجان نے مستغیث کےخلاف ملزمان نمبر 1 تا 3 مذکورہ بالا کی تحریک پر ایک دعوی تنسیخ نکاح عدالت متعلقہ میں دائرکیا - جسمیں جملہ ملزمان اسکی جانب سے گواہ کے طور پر پیش ھوئے- اور یہ دعوی فیملی کورٹ اٹک سے خارج ھوا - اور فاضل عدالت مذکورہ نے بالتصریح فیصلہ میں تحریر کیا کہ دعوی ملزم افادت کی تحریک پر دائرکیا گیا تھا - اور یہ کہ دعوے مذکورہ کے بالمقابل مستغیث نے اعادہ حقوق زن و شوئی کے لئے ملزمہ منورجان کے خلاف دعوی دائرکیا جو عدالت مذکورہ سے مستغیث کے حق میں فیصلہ ھو کر ڈگری صادر ھوئی - لیکن اسکے باوجود ملزمہ منورجان ملزم افادت کے ساتھ زندگی بسر کر رھی ھے اور اس کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر رھی ھے - جبکہ دوسرے دو ملزمان مدد اور محبت ملزم افادت کے بھائی ھیں - اور منورخان جو [illegible] کا برادر نسبتی ھے اسمیں شریک ھیں - اور اگرچہ مستغیث نے ملزمان سے اپنی بیوی اور لڑکی کی بازیابی کے لئے متعدد بار کوششیں کی مگر انھوں نے انھیں واپس کرنے سے گریز کیا -

۴- ملزمان متذکرہ صدر میں افادت ، مدد اور محبت آپسمیں بھائی ھیں جبکہ منورخان کی بہن مدد ملزم کی بیوی ھے اور اسطرح سے سب

Jamm

28

کے سب ایک ھی خاندان سے تعلق رکھتے ھیں - فاضل عدالت ماتحت نے انمیں سے مدد کو شک کا فائدہ دیکربری کردیا - جبکہ ملزم افادت کو مسماۃ منورجان کے ورغلا لے جانے اور اس سے زنا کی نیت سے اپنے پاس چھپائے رکھنے اور مسماۃ منورجان کو افادت کے ساتھ جانے اور اسکے ساتھ گناہ آلود زندگی بسر کرنے کے جرم قرار دیا - جبکہ ملزمان محبت اور منور کو اولی الذکر ملزمان کی پشتپناھی کرنے اور اپنے ھاں جگہ دینے کی وجہ سے مجرم قرار دیا - اور اسطرح ملزمان افادت ، محبت اور منور کو دفعہ نمبر 16 آرڈیننس 7 ، 1979ء اور ملزمہ منورجان کو دفعہ نمبر 16 جرم زنا آرڈیننس بشمول دفعہ نمبر 109 تعزیرات پاکستان کے تحت ھر ایک کو 7 سال قید سخت اور 500 روپیہ یا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ مزید ایک سال قید سخت کی سزا دی اور مزید براں ملزمان منورجان اور افادت دونوں میں سے ھر ایک کو پندرہ تازیانے مارے جانے اور محبت اور منور خان کو دس دس تازیانوں کی سزا دی - بدوران مقدمہ قاضی محمد نعیم جو ایبٹ آباد کے ایڈوکیٹ ھیں بطور گواہ عدالت طلب کئے جا کرانکی شہادت قلمبند ھوئی - جس سے فاضل عدالت ماتحت نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ بھی ملزمان کی اعانت کے مرتکب ھوئے ھیں اور ملزمہ منورجان کو چھپائے رکھنے میں مدد کرتے رھے ھیں نیز دروغ حلفی کے بھی مرتکب ھوئے ھیں اور چونکہ وہ بزمرہ ملزمان ان کے سامنے نہیں تھے - اسلئے انکے متعلق ھدایت صادر فرمائی کہ ان الزامات میں انپر مقدمہ قائم کیا جائے - نتیجۃً ھمارے سامنے تین اپیلیں فیصلہ مذکورہ جو 5/7/81 کو صادر ھوا کے خلاف دائر ھوئی ھیں - انمیں سے ایک مسماۃ منورجان نے اپنی سزایابی کے خلاف پیش کی ھے - دوسری افادت ، محبت اور منور خان ملزمان نے مشترکہ پیش کی ھے - جبکہ تیسری اپیل قاضی محمد نعیم ایڈوکیٹ نے مذکورہ ھدایات کے خلاف دائر کی -

۵ - استغاثہ نے ملزمان کے خلاف جو شہادت پیش کی وہ چھ گواھان استغاثہ پر مشتمل تھی جن میں گ - ا (1) محمد خان مستغیث نے استغاثہ کی صحت ثابت کرنے کی سعی کی - گ - ا (2) ڈاکٹر جی این غوری نے ملزم افادت کے طبی معائنہ کے نتیجہ کو عدالت میں پیش کیا گیا (3) رب نواز نے ملزمان کے پاس جرگہ لے کر جانے اور ملزمہ منورجان کی بازیابی کی ناکام کوشش کا اظہار کیا - گ - ا (4) محمد اکبر جو ملزمہ منورجان کا باپ ھے اسنے ملزمہ کے مستغیث

29

کے ھاں سے آکر اسکے گھر میں رہنے اور پھر وھاں سے چلے جانے کا ذکر کیا ھے جبکہ گ ۔ ا (5) لیڈی ڈاکٹر نسرین کوثر نے ملزمہ منورجان کا طبی معائنہ کیا تھا ۔ اورآخری گ ا (6) نواز شعلی کیانی ایس آئی نے بطور تفتیشی افسر شہادت پیش کی ۔ ان کے علاوہ عدالت نے قاضی محمد نعیم جنکا اوپر ذکر ھوا اور جو اب ایک اپیلانٹ ھیں اور محمد نواز کو عدالت میں طلب کرکے انکی شہادت بھی قلمبند کی ۔ افادات ملزم اپیلانٹ نے اپنے بیان زیر دفعہ 342 مجموعہ فوجداری میں الزام کی صحت سے انکار کرتے ھوئے مستغیث اور اکبر گ۔ ا (4) اور ماڑی کنجور کے خوانین سے دشمنی کو اپنے خلاف وجہ عناد بتایا کہ مذکورہ خوانین کے ایماء پر اس کے خلاف جھوٹا مقدمہ قائم کیا گیا ھے ۔ ملزم محبت نے کہا کہ وہ شادی شدہ اور بچوں والا ھے ۔ اسلئے وہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس کا بھائی مسمات منورجان کو زنا کیلئے لائے اور وہ اس فعل شنیع میں اس کی اعانت کرے ۔ ملزم منورخان نے بتایا کہ اسکی بہن مدد ملزم کی بیوی ھے اسلئے اس کے ایسے گھناؤنے جرم میں شریک ھونے کا سوال ھی پیدا نہ نہیں ھوتا ان دو نے بھی خوانین کنجور کی دشمنی کو مستغیث پارٹی کی جانب سے اپنے خلاف مقدمہ کا باعث بتایا ۔ اپیلانٹ مسمات منورجان کا بیان ھے کہ وہ مس مستغیث کی بیوی ھے مگر 4 سال قبل اس نے اسے گھر سے نکال دیا تھا ۔ اس نے تسلیم کیا کہ اس نے فیملی کورٹ اٹک میں تنسیخ نکاح کا دعوی دائر کیا تھا مزید براں ایبٹ آباد میں بھی مستغیث کے خلاف ایسا ھی دعوی دائر کر رکھا ھے اور وہ قاضی محمد نعیم ایڈوکیٹ کے گھر میں ملازمہ رھی ھے ۔ اپنی درخواست پر جو اسنے اس عدالت کو دی اب وہ دارالامان راولپنڈی میں رہ رھی ھے ۔ اس نے افادت ملزم کے ساتھ ناجائز تعلقات ھونے سے سراسر انکار کیا ۔ اور کہا کہ وہ شوھر کے گھر سے تقریباً 4 سال قبل اپنے باپ کے گھر گئی اور پھر وھاں سے ڈیڑھ سال پہلے نکلی ھے اور یہ کہ اس کی لڑکی پیدا ھوئی جو تقریباً تین سال کی ھے اپنے خلاف مقدمہ قائم ھونے کی وجہ اسنے یہ بیان کی ھے کہ مستغیث اسے ناجائز ضرر پہنچانے کے درپے ھے ۔ ان بیانات کے بعد دو عدالتی گواہان قاضی محمد نعیم اورمحمد نواز کی شہادت قلمبند کرنے کے بعد مورخہ 30/6/81 کو فاضل عدالت ماتحت نے ملزمان کا اضافی بیان قلمبند کیا جسمیں ملزمہ منورجان نے اپنے پہلے بیان میں حسب ذیل اضافہ کیا۔

Samm

(30)

Three years ago I left the house of my father and resided in the house of S.Irshad Hussain Bokhari for the period of three months. Thereafter I resided in the house of S.M.Ayub Shah Bokhari for the period of seven months. I filed a suit for dissolution of marriage during the above mentioned period when it was dismissed I went to Abbotabad. I visited the Darbar of Punja Pir where Hussain Shah met me and took me to his house where I resided for about one month. Thereafter I went to the house of Qazi Muhammad Naeem, Advocate, Abbotabad. Since then I was putting up in the house of Qazi Muhammad Naeem Advocate, till I was sent by this Cout to Darul Aman.

اس بارے میں کہ قاضی محمد نعیم ایڈوکیٹ کا بیان حلفی اسے کیسے حاصل ہوا ملزمہ نے یہ تشریح کی۔

I produced the affidavit of Qazi Muhammad Naeem Advocate in the month of October, 1980 because the present case was registered against me and I applied for bail before-arrest in the High Court. Qazi Muhammad Naeem Advocate took me from Abbotabad to Rawalpindi and produced me in the High Court for bail before -arrest. However, he was not my counsel. I cannot tell the name of that counsel because he was engaged by Qazi Muhammad Naeem Advocate.

۶۔ ملزم افادت نے اپنے اضافی بیان میں یہ بتایا کہ وہ مسمات منورجان کے تنسیخ نکاح کے مقدمے میں گواہ نہیں تھا ۔ البتہ محبت اور منور اسمیں گواہاں تھے اور اس امر سے بھی انکار کیا کہ مذکورہ مقدمہ اس کے ایماءپر دائر ہوا تھا ۔

۷۔ استغاثہ کی پیش‌کردہ شہادت میں سے کوئی ایک گواہ اس امر کا عینی شاہد نہیں ہے کہ اس نے کسی ملزم کو مسمات منورجان کو ورغلاتے یا لے جاتے دیکھا ہو یا اس کے افادت ملزم سے بدکاری کرنے کا مشاہدہ کیا ہو۔ استغاثہ کا تمام انحصار مستغیث محمد خان گ۔ا (1) رب نواز گ۔ا (3) اور محمد اکبر گ۔ا (4) پر ہے جسکو گ ۔ا (5) لیڈی ڈاکٹر نسرین کوثر کے مسمات منور جان کے طبی معائنہ سے حاصل کردہ نتائج سے تقویت دینے کی کوشش کیگئی ہے۔ مستغیث محمد خان نے اپنے بیان میں کہا کہ مسمات منورجان اس

کے گھر سے ڈیڑھ سال قبل اسکی غیر حاضری میں چلی گئی تھی۔ مذکورہ ملزمہ
کے متعلق اسکے خسر محمد اکبر گ۔ا (4) نے اسے بتایا کہ افادت اور دوسرے
ملزمان اس کی بیوی کو لے گئے ھیں۔ اور یہ کہ مسمات منورجان کے تنسیخ نکاح
کے دعوی کی پیروی ملزمان کر رہے تھے اور دعوی کے اخراج کے باوجود
وہ ملزمان کے ساتھ رہتی ھے اور ملزم اسکی بیوی کو اپنے ساتھ اسلئے رکھے ھوئے
ھیں کہ وہ طلاق حاصل کرکے افادت سے شادی کرے۔ یہ گواہ اس امر کا مدعی ھے
کہ وہ مسلسل اپنی بیوی کی بازیابی کی کوشش کرتا رھا۔ اور اسمیں ناکامی پر
پولیس کو درخواست دی۔ اس نے ملزم افادت اور اپنی بیوی مسمات منور جان
پر الزام عائد کیا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ زنا کر رہے ھیں۔ اور اس
غرض سے افادت ملزم اس کو گھر لے کر گیا ھے جرح میں اس نے یہ تسلیم کیا کہ
نہ اس نے اپنی بیوی کو ان کے ساتھ جاتے دیکھا نہ انکے ساتھ زنا کرتے دیکھا
اس نے اپنے بیان کی تکذیب یوں کی کہ یہ امر جرح میں تسلیم
کیا کہ مسمات منورجان کے اغوا کے بعد اسکی بازیابی کیلئے وہ ملزمان
کے پاس کبھی نہیں گیا۔ اس گواہ نے اس امر پر بھی اصرار کیا کہ اغوا کے واقعہ
کے بعد وہ پولیس کو بار بار رپورٹیں کرتا رھا مگر وہ مقدمہ قائم نہیں کرتے تھے۔
اور یہ کہ اس نے دفعہ 161 ضابطہ فوجداری کے تحت پولیس کو دئیے گئے بیان
میں یہ کہا تھا۔ کہ وہ اعلی حکام کو مسلسل درخواستیں دیتا رھا ھے مگر مقدمہ
قائم نہ ھوا جو اس کے مذکورہ بیان سے تقابل پر اس میں درج نہ پایا گیا۔ اس
نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ دو سال سے ملزمان کے گاؤں میں نہیں گیا ھے۔
دفاع اس گواہ سے یہ بھی تسلیم کرانے میں کامیاب ھوا ھے کہ سماعت مقدمات
تنسیخ نکاح اور اعادہ حقوق زن و شوئی کے دوران اس نے کوئی استغاثہ یا
رپورٹ ملزمان کے خلاف نہیں کی اور یہ کہ 13/10/80 کو مقدمات کے انفصال
سے چار ماہ بعد پرائویٹ استغاثہ فاضل سیشن جج صاحب کے سامنے پیش کیا تھا
یہاں یہ امر قابل ذکر ھے کہ اس گواہ نے 1/6/80 کو مذکورہ دعوی تنسیخ نکاح میں
جواب دعوی (نقل ایگزیبٹ ڈی۔ڈی) پیش کیا جسمیں اس نے بالتصریح کہا ھے کہ وہ
قران پاک پر حلف اٹھا کر کہنے کو تیار ھے کہ اس نے مدعیہ (حال ملزمہ منورجان) پر
کبھی بد چلنی کا الزام نہیں لگایا اور مزید یہ کہ مدعیہ پر اس قسم کے الزام
لگانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس سے مستغیث کے بیان میں عجیب تضاد ظاھر
ھوتا ھے ایک طرف تو وہ اس امر کا دعوی کرتا ھے کہ ملزمہ منورجان اس کے گھر

32

سے ڈیڑھ سال قبل گئی اور افادت ملزم اسے بشمول دیگر ملزمان بغرض زنا اس کے گھر سے لے گئے یہ بیان 13/6/81 کو قلمبند ہوا اسطرح اغوا کا واقعہ اوائل 1980ء میں بنتا ہے مگر واقعہ کے چھ ماہ بعد فیملی کورٹ میں جواب دعوی داخل کرتے وقت یہ قرآن پاک پر حلف اٹھا کر اپنی بیوی کی پاکدامنی کے اظہار کیلئے تیار تھا اور اب اسکے بالکل برعکس الزامات عائد کر رہا ہے۔ 28/1/81 کو مبینہ واقعہ کے بعد ڈیڑھ سال کی تاخیر سے ابتدائی اطلاعی رپورٹ لکھوانے کا جواز پیدا کرنے کیلئے مستغیث نے غلط بیانی سے کام لیا اور کہا کہ وہ مسلسل رپورٹ درج کرانے کی کوشش کرتا رہا ہے یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ موجودہ رپورٹ ہر دو دعوی جات کا 13/10/80 کو فیصلہ ہونے کے ساڑھے تین ماہ بعد درج کرائی گئی اس سے صاف ظاہر ہے اور وہ خود تسلیم بھی کر چکا ہے کہ اعادہ حقوق زن وشوئی کی ڈگری حاصل کر لینے کے بعد بھی منورجان کے اس کے گھر آباد نہ ہونے کی بنا پر اس نے رپورٹ درج کرائی اب اس میں کوئی دقت پیش نہیں آتی اگر اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ یہ ایف آئی آر انتقامی کاروائی کے طور پر ملزمہ منورجان کے خلاف درج کرائی گئی اور چونکہ ملزمان محبت اور منورخان نے ان دعاوی میں مذکورہ ملزمہ کے حق میں گواہی دی تھی اسلئے محبت کے دونوں بھائیوں یعنی افادت اور مدد خان کو بھی منورخان اور محبت کے ساتھ اس انتقامی کاروائی میں ملوث کیا گیا۔ مستغیث اس امر سے لاعلمی کا اظہار کرتا ہے کہ ملزمہ منورجان مقدمات مذکورہ کی سماعت کے دوران میں مختلف وکلاء کے پاس بطور خانگی خادمہ کے ملازمت کرتی رہی ہے۔ مستغیث کی طرف سے یہ لاعلمی کا اظہار اس سے انکار نہ کرنے کے مترادف ہے۔

۸- گسا (3) رب نواز نے یہ ظاہر کیا کہ وہ سرفراز (اسے بطور گواہ پیش نہیں کیا گیا) محمد خان مستغیث اور اکبرخان گواہ استغاثہ (4) جو مسمات منورجان کا والد ہے کے ایماء پر مسمات منورجان کی بازیابی کیلئے ملزمان کے پاس بطور جرگہ گیا جسمیں ملزمان اور انکے والد نادر اور صوبہ خان نے بمجودگی مسمات منورجان یہ جواب دیاکہ وہ منورجان کو واپس کرنے کیلئے اپنے ہاں نہیں لائے۔ اس گواہ کے بیان کے اس حصہ پر فاضل عدالت ماتحت نے بھی انحصار کیا ہے اور میرے فاضل بھائی سید پیر محمد کرم شاہ الازہری کے فیصلے کی بنیاد بھی اسی گواہ کا یہ بیان بنا ہے مگر یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ گواہ غیر جانبدار شخصیت نہیں ہے بلکہ مستغیث محمد خان اور گواہ استغاثہ اکبر خان دونوں کے ساتھ رشتہ داری رکھتا ہے۔ محمد خان مستغیث تسلیم کرتا ہے کہ اس گواہ

(33)

کی بیوی اسکی چچا زاد ہے جبکہ یہ خود مانتا ہے کہ اسکی بیوی اکبرخان گواہ استغاثہ کی بھانجی ہے۔اوراسطرح نہ صرف اس گواہ کا مستغیث اور ملزمہ منورجان کے والد دونوں سے رشتہ داری کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ مستغیث اور گ ـا (4) اکبرخان کے مابین رشتہ داری بھی ثابت ہوتی ہے۔ جو خسر اور داماد کے رشتہ سے علاوہ ہے۔ اس گواہ کے پولیس کو دئیے ہوئے بیان سے جب مقابلہ کرایا گیا تو یہ ظاہر ہوا کہ اس نے درین بارہ پولیس کو یہ ذکر نہیں کیا تھا کہ وہ محمد خان یا اکبرخان کے کہنے پر ملزمان کے پاس گیا تھا۔ اور نہ اس موقع پر مسماۃ منورجان یا دوسرے ملزمان کے والدین نادر اور صوبہ کے موجود ہونے کا ذکر کیا تھا۔ اس طرح عدالت میں جواب کی صورت میں جو باتا سنے ان سے منسوب کی کہ "ہم اسے واپس کرنے کیلئے نہیں لائے" اسکا تذکرہ بھی اسنے پولیس کے سامنے نہیں کیا تھا۔ یہ گواہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ اسکو افادت ملزم کے منورجان کو لے جانے کا واقعہ محمد خان مستغیث اور اکبرخان گواہ نے بتایا تھا۔ اور یہ کہ اس نے اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ مشاہدہ نہیں کیا نہ ہی بدفعلی ہوتے دیکھی۔ اس گواہ کے دونوں بیانات کے تقابلی مطالعے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ جرگے کے متعلق اسنے جو کچھ عدالت میں کہا وہ پولیس کو دئے گئے بیان سے ہر تفصیل میں مختلف اور اس قدر بڑھایا چڑھایا گیا ہے کہ اسمیں بیان کردہ کسی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسنے صریحاً بیان کیا ہے کہ جب سے میاں بیوی کے درمیان مقدمہ بازی شروع ہوئی۔ منورجان کا والد محمد اکبر مستغیث محمد خان کی حمائت پر اتر آیا ہے۔

9 - استغاثہ کا تیسرا اہم گواہ جو گ ـا (4) کے طور پر پیش ہوا ہے۔ مسماۃ منورجان کا حقیقی والد محمد اکبر ہے اس گواہ کے بیان کی صداقت کو مجروح کرنے کیلئے رب نواز گواہ کا یہ بیان ہی کافی ہے کہ وہ فریقین کے مابین تنازعات میں مستغیث کا حامی ہے۔ تاہم چونکہ یہ ملزمہ کا والد ہے اسلئے لاشعوری طور پر ذہن کا اس کے بیان کی طرف مائل ہوجانا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ اسلئے اس گواہ کے بیان پر اعتماد کرنے سے پہلے اس کے بیان کا مکمل غیرجذباتی تجزیہ لازم ہے۔ اس شخص نے اپنے بیان میں کہا کہ تقریباً ڈیڑھ سال قبل مسماۃ منورجان افادت ملزم کی ڈھوک میں گئی تھی۔ اور وہ افادت کے ساتھ گاہ کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ اور یہ کہ میں ملزمہ کی واپسی کیلئے جب ملزمان کے پاس گیا تھا تو مسماۃ منورجان انکے پاس موجود تھی۔ لیکن انہوں نے انکار کردیا اور دوسرے دن تنسیخ نکاح کا دعوی فیملی کورٹ میں دائر کیا اور یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ دعوی میں بطور گواہ پیش ہوا۔ یہ تسلیم کرتا ہے کہ ملزمہ منورجان ایبٹ آباد میں ایک وکیل کے ہمراہ رہ رہی ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اسے اپنے پاس رکھنے کیلئے تیار ہے بشرطیکہ وہ اس پر آمادہ ہو۔ اپنے اس بیان کی تکذیب وہ یوں کرتا ہے کہ جرح میں اسنے کہا کہ منورجان افادت کی ڈھوک میں صرف ایک رات رہی۔ اور اسکے بعد ملزمان

کے ساتھ کہیں اور چلی گی اور یہ اسکے علم میں نہیں ہے کہ ملزم اس کو کہاں رکھے ہوئے ہیں - اگر یہ کیفیت ہے کہ نہ اسنے اسے جاتے دیکھا اور نہ جانتا ہے کہ وہ کہاں اور کس کے پاس ہے تو اس کی گواہی کی افادیت ختم ہو کر رہ جاتی ہے اور باقی جملہ بیان صرف سنی سنائی باتوں پر ہی منحصر رہ جاتا ہے- یہ گواہ تسلیم کرتا ہے کہ ماڑی کجور کے خوانین نے مدد اور منور ملزمان کے خلاف اپنے کوٹھے میں آگ لگانے کا استغاثہ کیا تھا جسمیں یہ عینی گواہ کے طور پر ان کے خلاف پیش ہوا البتہ اس امر سے لا علمی ظاہر کرتا ہے کہ مذکورہ ملزمان اس مقدمہ میں بری ہو گئے تھے ۔ یہ عدالت میں یہ کہنے پر مصر ہے کہ اسکی لڑکی باقی ملزمان کے ساتھ رہتی رہی ہے مگر 20/12/80 کو فیملی کورٹ میں دئے گئے بیان میں اسنے برملا یہ کہا کہ اسے علم نہیں کہ منورجان کہاں رہ رہی ہے - عدالت میں وہ اس امر پر بھی اصرار کرتا ہے کہ افادت کے مسماۃ منورجان کو لے جانے کے بعد وہ ملزمان کے خلاف مقدمہ چلوانے کیلئے پولیس کو درخواستیں دیتا رہا ہے جبکہ فیملی کورٹ میں اسنے یہ کہا تھا کہ یہ غلط ہے کہ اسنے ملزموں کے خلاف کبھی پولیس کو درخواست دی جب اسے اس بارے میں اس کے سابقہ بیان سے سامنا کرایا گیا تو اسنے یہ بات یاد نہ رہنے کا بہانہ اختیار کرلیا-وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے اسنے ملزمان کو بدفعلی کرتے نہیں دیکھا ہے مگر از خود یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ وہ اسے اور کس غرض کیلئے لے گئے ہونگے ایک طرف مستغیث یہ کہتا ہے کہ مسماۃ منورجان کو اس کے گھر سے ملزمان لے کر گئے ہیں اور دوسری طرف یہ گواہ بیان کرتا ہے کہ افادت اسکی لڑکی کو اسکے (یعنی گواہ کے) گھر سے لے کر گیا تھا حالانکہ یہ بات اسنے فیملی کورٹ میں بیان دیتے وقت نہیں کہی تھی - اس عدالت میں اسنے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ اپنی لڑکی کی بازیابی کیلئے ملزمان کے پاس گیا تھا- اس گواہ کے اس بیان سے جو اس نے فیملی کورٹ میں دیا یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ اسنے وہاں یہ کہا تھا کہ منورجان اسکے گھر میں اپنے شوہر کی شکایت لیکر آئی تھی - جسپر محمد خان مستغیث اس کے پاس اس امر کیلئے آیا تھا - کہ وہ اسکی بیوی کو اسکے ساتھ بھیج دے - اور اس نے وعدہ کیا کہ وہ ایک دو دن تک منورجان کو مستغیث کے پاس بھیج دیگا اور یہ کہ محمد خان نے اس کے سامنے اپنی بیوی پر بدچلنی کا الزام عائد کیا تھا - جبکہ عدالت ماتحت میں وہ اس سے صریحاً منحرف ہو گیا- اور ان تمام جزئیات سے انکاری ہوا -

اس گواہ نے اس امر کو جھٹلایا ہے کہ وہ اس استغاثہ میں اپنے اس بیان سے متضاد بیان دے رہا ہے جو وہ فیملی کورٹ کو دے چکا ہے حالانکہ معاملہ ایسا ہی ہے اس گواہ کے بیان کے مذکورہ بالا تجزیے سے اس امر کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ اسپر اسلئے اعتماد کیا جائے کہ وہ ملزمہ منورجان کا باپ ہے جبکہ یہ شخص اس سے پہلے بھی ملزمان کے خلاف تحفظ امن کی کاروائیوں میں پابند ضمانت کیا گیا تھا - ان تین گواہوں کے بیانات کا جائزہ لینے سے یہ مجموعی تاثر پیدا ہوتا ہے کہ ملزمان کا یہ کہنا کہ یہ مقدمہ ان کے خلاف دشمنی کی بنا پر قائم ہوا ہے - حقیقت سے بعید نہیں ہے -

-۱۰ ان بیانات کی روشنی میں ملزمہ منورجان کے طبی معائنے کی رپورٹ

کوئی کسی قسم کی ایسی تائیدی شہادت پیش نہیں کرتی جس سے ملزمان کے خلاف اثبات جرم کے لئے کوئی استدلال حاصل ہو۔ اسمیں شک نہیں ڈاکٹر صاحبہ نے ملزمہ منورجان کے پستان نرم حالت میں پائے اور بھینچنے سے ان میں سے دودھ کے چند قطرے بھی برآمد کئے اب ان قطرات کی برآمدگی پر یہ دلیل قائم کرنا کہ اس ملزمہ نے ماضی قریب میں اسقاط حمل کرایا ہے۔ نہایت دور از کار بات ہوگی ۔ جبکہ اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ اسکی گود میں ایک 3 سالہ بچی ہے۔ ملزمہ پر یہ سوال نہیں کیا گیا کہ اس نے اپنی بچی کا دودھ کب چھڑایا ہے۔ یہ سوال نہ کرنے کی صورت میں کوئی مفروضہ دودھ کے ان چند قطرات کی برآمدگی پر اس کے خلاف قائم نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ طبی ماہر کی اپنی رائے سے واضح ہے کہ بعض حالات میں بچے 3 ، 4 سال تک اپنی ماں کا دودھ پیتے رہتے ہیں۔ اسلیے اگر طبی معائنہ کے وقت یا اس سے کچھ روز قبل تک اسکی بچی اسکے پستانوں سے چمٹی رہی ہو تو پستان سے دودھ کے چند قطروں کی برآمدگی کسی اور بچے کی ولادت یا اسقاط حمل کرانے کا ثبوت نہیں بنے گا۔ لیڈی ڈاکٹر نے اپنے بیان میں ایک طرف تو یہ کہا ہے کہ بچے کی پیدائش سے ایک ہفتے بعد تک ماں کے پستان نرم رہتے ہیں تو دوسری طرف اس کے حتمی اظہار سے معذوری ظاہر کی ہے کہ ملزمہ کا دو تین مہینے قبل تک کے عرصہ میں وضع حمل ہوا ہو۔ اسلئے پستانوں کی نرمی اسقاط یا وضع حمل کا ثبوت نہیں بن سکتی۔ اور پھر وضع حمل یا اسقاط حمل کی نشانی صرف پستانوں کی نرمی یا دودھ کے چند قطروں کی برآمدگی ہی پر تو منحصر نہیں ہوتی۔ ماں کے اندام نہانی اور دوسرے مخصوص اعضاء سے طبی ماہر کو اس امر کا اندازہ لگانے کیلئے دوسرے شواہد بھی حاصل ہوتے ہیں جو اس مقدمہ میں حاصل نہیں۔ طبی ماہرین کی رائے میں بسا اوقات پستانوں سے بزور اخذ کرنے پر ایسا مائع مادہ (Secretion) برآمد ہوتا ہے جو اگرچہ رنگت میں ماں کے دودھ کے مشابہ ہوتا ہے مگر اسکے اجزائے ترکیبی دوسرے کیمیاوی عناصر پر مشتمل ہوتے ہیں جو باقاعدہ کیمیائی تجزیہ سے الگ اور ممیز ہو کر متعین ہو جاتے ہیں۔ یہ بات قابل افسوس ہے کہ طبی ماہر پر اس رخ سے دفاع نے جرح نہیں کی۔ مگر یہ ایک علمی حقیقت ہے اور اسکے لیئے شہادت میں ہی بنیاد قائم کرنا ضروری نہیں تھا۔ ملزمان کے خلاف استغاثہ کی پیش کردہ علم شہادت کا مذکورہ بالا تجزیہ جب اس حقیقت کی روشنی میں زیر غور لایا جائے کہ ملزمہ منورجان دوسرے ملزمان کے قبضہ سے برآمد نہیں کی گئی بلکہ اسنے لاہور ہائی کورٹ سے اپنی ضمانت قبل از گرفتاری کروالی تھی۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ اسوقت ایبٹ آباد میں قاضی محمد نعیم کی خانگی خادمہ کے طور پر ان کے پاس مقیم تھی تو یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ اسپر جرم کسی صورت سے ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ جرم کے ضمن میں رتی بھر شہادت بھی اس کے خلاف سامنے نہیں آتی اسلیئے میں اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہوں کہ مسئلہ

کے دینی اور قانونی پہلوؤں سے قطع نظر محض واقعاتی بنیاد پر بھی ملزمان کے خلاف فاضل عدالت ماتحت کی قرارداد قابل منسوخی اور انکی اپیلیں منظور کی جانی چاہیں۔

۱۱۔ جہاں تک دو عدالتی گواہوں کا تعلق ہے انمیں قاضی محمد نعیم گ ع (1) جس نے ملزمہ منورجان کی قبل از گرفتاری ضمانت کے سلسلے میں لاہور ہائی کورٹ میں اس بات کا حلف نامہ دیا کہ وہ اس کے ہاں مقیم ہے اور اکتوبر 1980ء سے انکی ملازمت کر رہی ہے اسکے ماسوا اس کے بیان سے یا کسی شہادت سے یہ امر واضح نہیں ہوتا کہ اس گواہ نے کسی طریقے سے بھی مذکورہ ملزمہ اپیلانٹ کی کسی جرم کے ارتکاب میں مدد کی ہو یا بدنیتی سے اسے اپنے ہاں چھپا کر رکھا ہو۔ لیکن اس کے برعکس اس گواہ نے صریحاً بیان کیا کہ اسے مسماۃ منورجان کے واقعات کے پس منظر سے آگاہی نہ تھی اور نہ اس نے اس کی ماضی کی کہانی اس سے دریافت کی تھی۔ اس گواہ کے اپنے بیان کے علاوہ اسے اور کسی نے کسی طرح منورجان کے متعلق کسی الزام میں متہم نہیں کیا اسلئے فاضل عدالت ماتحت کے لئے اس گواہ کے متعلق نہایت شدید رد عمل اختیار کرنا اور اسے ان جرائم میں ملوث کرنا جن کا الزام دوسرے ملزمان پر تھا۔ کوئی جواز نہ تھا۔ نہ ہی عدالت ماتحت کے ریکارڈ سے کسی قسم کی غلط بیانی یا دروغ حلفی اس گواہ سے منسوب کیجا سکتی ہے اگر بالفرض محال ہائی کورٹ میں دیئے گئے بیان حلفی کے اندراجات واقعات سے مطابقت نہیں رکھتے تھے تو دروغ حلفی کا تعلق عدالت عالیہ سے تو ہو سکتا ہے مگر فاضل عدالت ماتحت کے خلاف کوئی کسی قسم کا جرم اس بنا پر وجود میں نہیں آتا۔ اسلئے اس گواہ اپیلانٹ کے خلاف دروغ حلفی کا مقدمہ یا دفعہ 16 جرم زنا نفاذ حدود آرڈیننس کے تحت مقدمہ چلایا جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ یہ امر فاضل جج کے دائرہ اختیار میں تھا کہ وہ ہائی کورٹ میں ہونے والی مفروضہ دروغ حلفی کا مقدمہ چلائے جانے کی ہدایت کرتا ۔ جس کا حکم کرنا صرف عدالت عالیہ کے اختیار میں ہے اور ماتحت عدالت کی طرف سے کسی قسم کی قیاس آرائی اس بارہ میں نہایت نامناسب اور آداب عدالت کے خلاف ہو گی ۔ لہذا اس گواہ کے خلاف فاضل عدالت ماتحت کی تمام نگارشات باطل اور کالعدم قرار پاتی ہیں۔ اور انکی اپیل منظور کی جاکر انہیں اس ضمن میں ہر قسم کے مواخذہ سے بری الذمہ کیا جاتا ہے۔

۱۲ ۔ دوسرا عدالتی گواہ جو اس مقدمہ میں پیش ہوا گ ع (2) محمد نواز ہے جس نے لاہور ہائی کورٹ میں ملزمہ منورجان کی ضمانت داخل کی تھی اس گواہ

نے صریحاً کہا ہے کہ ملزمان افادت وغیرہ سے مسمات منور جان کے متعلق اسکی کوئی بات نہ ہوئی تھی اور یہ کہ اس نے مذکورہ ملزمہ کی ضمانت ایک شخص مسمی محمد نواز سکنہ جھنگ بھٹر تحصیل فتح جھنگ جو قاضی محمد نعیم ایڈوکیٹ کا مختار تھا کے کہنے پر عدالت عالیہ میں داخل کی تھی فاضل عدالت ماتحت نے ان دو عدالتی گواہوں کے بیانات پر مفروضات کی ایک عمارت کھڑی کی ہے جسکی کوئی بنیاد شہادت میں موجود نہیں ہے۔

۱۳ ۔ چونکہ واقعات مقدمہ کی روشنی میں فاضل عدالت ماتحت مقدمے کی کاروائی کی ابتداء میں ہی محمد خان مستغیث اور ملزمہ منور جان کے مابین لعان کی کاروائی کرانے سے قاصر رہی تھی جو دفعہ 14 جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ء کا تقاضہ تھا اسلئے اس عدالت میں اپیل کی سماعت کے آغاز میں ہی جونہی یہ بات واضح ہوئی کہ شوہر محمد خان مستغیث اپنی بیوی ملزمہ منور جان پر زنا کاری کا الزام عائد کر رہا ہے اور اس کے پاس اسکی شہادت موجود نہیں ہے۔ ہم نے دونوں کو عدالت میں طلب کر کے ان کے مابین مورخہ 1/9/81 کو لعان کی کاروائی کرائی جسمیں ان دونوں نے ایک دوسرے کے بالمقابل مطلوبہ حلوف اٹھائے اسلئے ان کے درمیان رشتہ ازدواج فسخ کر دیا گیا۔ اور زوجین کے مابین مستقل جدائی کرادی گئی۔ اس کے بعد ہمارے سامنے یہ سوال پیدا ہوا کہ لعان کی کاروائی کا نفس مقدمہ پر تنسیخ ازدواج کے علاوہ کیا اثر ہے اور کیا دفعہ 14 قذف آرڈیننس کی رو سے لعان کے بعد حد ساقط ہو جانے پر ملزمہ تعزیر سے بھی مبرا ہو جاتی ہے؟ جہاں تک مذکورہ دفعہ کا تعلق ہے اسمیں تنسیخ نکاح اور زوجین کے مابین مستقل جدائی کے علاوہ خاموشی اختیار کی گئی ہے اور الفاظ سے بالصراحت بیان نہیں کیا گیا کہ زوجہ لعان کے حلوف اٹھانے کے بعد کسی سزا سے مبرا ہوگی یا نہیں لیکن جب اسی دفعہ کی ذیلی دفعہ (2) میں تنسیخ نکاح کی صراحت کر دی گئی ہے۔ تو اس کے بعد کسی اور کاروائی کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ ذیلی دفعہ حسب ذیل الفاظ پر مشتمل ہے۔

"When the procedure specified in sub-section(1)has been completed, the Court shall pass an order dissolving the marriage between the husband and wife, which shall operate as a decree for dissolution of marriage and no appeal shall lie against it."

(38)

-۱۴ اس ضمن میں ھر قسم کا شک وشبہ قران پاک کی آیات مبارکہ جو لعان سے متعلق ھیں،سے دور ھوجاتا ھے یہ سورہ نور کی (6 تا 10) آئیتیں ھیں جن کے معنی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم کے معارف القران جلد 6 صفحہ 356 پر یہ دئیے گئے ھیں "اور جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوروں کو اور شاھد نہ ھوں ان کے پاس سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواھی کی یہ صورت ھے کہ چار بار گواھی دے اللہ کی قسم کھاکر، کہ مقرر وہ شخص سچا ھے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ھو اس شخص پر اگر ھو وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل جائیگی ماریوں کہ وہ گواھی دے چار گواھی اللہ کی قسم کھا کر کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ھے۔ اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ھے اور اگر نہ ھوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اسکی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ھی حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ھوتا۔" (صفحہ 356) ان آیات کریمہ میں سے 7/6 میں گواھوں کی غیر موجودگی کی صورت میں مرد کے حلوف اٹھانے کا طریقہ اور الفاظ بیان فرمائے گئے ھیں۔ جبکہ 8 اور 9 میں زوجہ کے جواباً حلوف کی تفصیل دی گئی ھے اور ان دونوں طریقوں کا رکے عین درمیان یعنی ساتویں آیت کے ختم کے معاً بعد اور آٹھویں آیت کے آغاز میں " ویدروأعنھا العذاب" اور عورت سے ٹل جائیگی مار" کے الفاظ یہ بتاتے ھیں کہ اس آیت پاک کے باقی الفاظ پر عملدرآمد میں حلوف برداری کا لازمی نتیجہ یہ قرار پاتا ھے کہ اس پر سے عذاب یعنی سزاء و عقوبت ساقط ھو جائیگی اور دسویں آیت کریمہ میں اس تمام عمل کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا فضل اور رحمت قرار دیا گیا ھے۔ اور اسکے بعد ذات باری تعالی کی دو صفات یعنی معاف کرنیوالا، اور حکمت جاننے والے کی طرف توجہ دلائی گئی ھے یہ گویا ترغیب ھے اس جانب کہ ان دونوں میں سے لامحالہ ایک صداقت پر نہیں ھوگا مگر ذات باری اس کی پردہ داری فرما رھی ھے۔ اور اسے یاد دلایا جاتا ھے کہ اس کے لئے صمیم قلب سے توبہ کرنا ھی ایک چارہ کار ھے اور اللہ جل شانہ معاف کردینے والا ھے اور وھی اس عمل میں مضمر حکمت سے آگاہ ھے۔ اب لعان کے ان دو فریقوں میں سے جو کوئی حق پر نہیں ھے وہ بھی اسی زمرہ میں داخل ھو گیا جو کسی محصنہ کے خلاف قذف کا مرتکب ھو کر سزا یاب ھونے والے کا ھے۔ اور جسکو اس سورہ کی پانچویں آیت میں توبہ کرکے اعمال صالح کے اختیار کرنے پر بخشش و مغفرت کی نوید دی گئی ھے

39

" الا الذین تابوا من بعد ذالک و اصلحوا فان الله غفور رحیم ۵ "

(ترجمہ) " مگر جنہوں نے توبہ کر لی اسکے پیچھے اور سنور گئے تو الله بخشنے والا مہربان ہے " (النور 5)

"ویدرؤا عنها العذاب" کے الفاظ بیوی کو زنا کے متعلق ہر قسم کے مواخذہ سے بری الذمہ کر دیتے ہیں چاہے اس پر جرم زنا کے ارتکاب کا اپنے شوہر کے گھر میں یا اس کے گھر سے باہر یا والدین کے گھر میں، یا کسی نامحرم کے ہاں جاکر یا کسی کھلے یا پوشیدہ مقام پر خواہ ایک بار یا متعدد بار زنا کاری کا الزام ہو اور تمام وہ اعمال جو اس فعل شنیع کی مبادیات یا اختتامی نتیجے کے طور پر سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً نامحرم سے میل اور قربت، بوس و کنار، ہمبستری اور حمل وغیرہ وغیرہ خواہ وہ دخول مباشرت سے قبل کے ہیں یا بعد کے سب کے سب ایک جرم کے ارتکاب کی مختلف کڑیاں اور ایک ہی جرم یعنی زنا کی نوعیت میں شامل ہونگے اور کسی ایک انفرادی فعل کیلئے کوئی تعزیر نہیں دی جائیگی۔ جبکہ لعان کے بعد حرام کے دخول واقعی کی حد یعنی رجم ساقط ہو جاتی ہے تو تعزیر کا اسقاط کہاں محال رہے گا۔ اس بارہ میں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ لعان کی کاروائی ہوتی ہی شہادت کے عدم حصول میں ہے جہاں شہادت میسر ہوگی وہاں لعان خارج از بحث ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ عورت بدکاری کے ضمن میں کسی اور جرم کی مرتکب ہوئی ہو۔ تو اسکی سزا سے بھی مبرا ہو جائیگی۔ مثلاً اگر زناکاری کے ساتھ اس نے شوہر کے مال و متاع کی یا کسی اور کی بھی چوری کی ہو یا اسے یا کسی اور کو کوئی جراحت پہنچائی ہے۔ قتل کیا ہے تو یہ چوری، جراحت اور قتل وغیرہ جو اگرچہ ایک ہی سلسلہ واقعات کی کڑیاں تو ہونگے مگر ہر ایک اپنی نوعیت میں ایک مستقل جرم ہونگے اس صورت میں مجرمہ لعان کے بعد زنا کی حد کے اجرا سے تو بچ جائیگی مگر قطع ید اور قصاص یا تعزیر وغیرہ سے جو ان جرائم کی سزائیں ہیں کسی طور پر مبرا نہیں ہو سکے گی۔ مجھے اس ضمن میں اپنے فاضل بھائی کی رائے سے محض اس حد تک اختلاف ہے کہ کسی زوجہ کا بدکاری کی غرض سے شوہر یا اپنے باپ کے گھر سے نکلنا یا کسی نامحرم کے ہاں اس غرض کیلئے رہنا اپنی ذات میں الگ اور مستقل جرائم ہیں۔ میرے نزدیک جہاں تک زوجین کا ایک دوسرے پر لعان کا تعلق ہے یہ سب اسی ایک الزام زنا کی مختلف کڑیاں اور اسی ایک بڑے جرم کے اندر مدغم تصور ہوں گے لہٰذا اپنا الگ وجود زوجہ کے لعان کی عدم موجودگی میں بھی نہیں رکھیں گے کر جرم کے علاوہ جن کی جداگانہ تعزیر اس پر جاری ہوتی۔

بلکه اس پر صرف زنا کی حد ہی جاری ہوتی - اگر اس نے شوہر کی جانب سے مقررہ طریقے پر قسموں کے ذریعہ الزام کے بالمقابل قسمیں کھا کر اپنی برأت نہ کروا لی ہوتی

۱۵ - ملک العلما علاء الدین الکاسانی "بدائع الصنائع" میں قذف اور لعان کے مابین فرق ظاہر کرتے ہوئے لعان کی صورت میں حد کے سقوط کا سبب یہ بیان فرماتے ہیں " کہ قذف کے جرم میں کذب ظاہر ہو جاتا ہے - جبکہ لعان میں کذب ظاہر نہیں ہو پاتا " (جلد 3 تا 5 صفحہ 238) اور چونکہ جہاں شبہ آجائے وہاں حد کا وجود نہیں رہتا اسی لئے لعان میں کذب کا عدم اظہار سزا کو ساقط کر دیتا ہے -

۱۶ - علامہ الکحلانی" سبل السلام" جلد 3 صفحہ 192/193 پر ہلال رضؓ ابن امیہ والی حدیث سے استمداد کرتے ہوئے (کہ یہ پہلا لعان تھا جو اسلام میں ہوا) بحث کرتے ہیں کہ لعان میں قذف کی حد کا ثبوت نہیں ملتا - اور قذف میں حد ساقط نہیں ہوتی ہے کہ یہ مقذوف کا حق ہے مگر لعان میں ساقط ہوجاتی ہے کہ لعان حد کو دفع کر دیتا ہے اس ضمن میں الکحلانی حضرت ابن عمرؓ کی روائت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے لعان کرنے والے دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں کا حساب اللہ پر ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور جو تم دونوں میں سے جھوٹا ہے اسکی سزا اللہ کے پاس ہے اور اسکی سزا کا ولی اللہ تعالی ہے اور اسکا حساب اللہ پر ہے -

۱۷ - قاضی ابن قدامہؒ " المغنی " (جلد 7 صفحہ 404) میں "والذین یرمون المحصنٰت ...." الایۃ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ "یہ (یعنی قذف) عام ہے زوج اور اسکے ماسوا دوسروں سے - اگر اسکو خاص کیا گیا ہے زوج کے ساتھ تو لعان قائم ہوتا ہے اور شوہر سے حد (قذف کی) فسق (تہمت کا گناہ) اور استرداد شہادت (جو حد قذف کے اجرا کے نتیجہ میں قاذف کی ہوتی ہے) ہٹ جاتے ہیں " یعنی جھوٹے الزام زنا کی صورت میں قاذف پر حد کا جاری کیا جانا مقذوف کا حق ہوتا ہے اور جب قذف کی حد یعنی اسی کوڑے پڑ جاتے ہیں تو قاذف فاسق رہتا ہے کہ ایک بیگناہ پر الزام لگایا تھا اور مردود الشہادۃ بھی رہتا ہے کہ اسکی گواہی آئیندہ قبول نہیں ہوتی اسکے بالمقابل بیوی کے لعان کرنے سے اس سے عقوبت دور ہوجاتی ہے - قاضی صاحب امام شافعیؒ کا قول نقل فرماتے ہیں - "کہ لعان کے ساتھ تعزیر بھی ساقط ہوجاتی ہے کیونکہ جب اس لعان کے ساتھ کامل حد ساقط ہوجاتی ہے تو اس سے کم چیز

(تعزیر) تو بطریق اولی ساقط ھوگی " (ایضاً)

۱۸- تفسیر مظھری کے فاضل مولف اسکی جلد ھشتم میں سورہ النور کی تفسیر میں " ویدروا عنھا العذاب . . . ." الایۃ میں سقوط عذاب کی تشریح فرماتے ھوئے رقم کرتے ھیں کہ " ،العذاب، سے مراد ھے حد زنا جسطرح "آیت" فعلیھن نصف ما علی المحصنت من العذاب" میں العذاب سے حد زنا مراد ھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ھلال کی بیوی سے فرمایا تھا " وان عذاب اللہ اشد من عذاب الناس" اور اللہ کا عذاب لوگوں کے عذاب یعنی حد زنا سے زیادہ سخت ھے ....امام مالک، امام شافعی اور امام احمد (رحمھم اللہ) کے نزدیک مرد کے لعان کرتے ھی حد زنا عورت پر واجب ھوجاتی ھے - لیکن جب عورت لعان کر لیتی ھے تو وہ حد ساقط ھوجاتی ھے آیت کا مفھوم یہی ھے آیت میں العذاب سے مراد حد زنا ھے " (صفحہ 284) اسی تفسیر میں اس مسئلہ پر مزید روشنی یوں ڈالی گئی ھے -

" اللہ نے تُویدروعنھا العذاب فرمایا ھے یعنی عورت کے لعان سے عذاب ساقط ھوجاتا ھے ویدرؤا کا لفظ خاص ھے اس کا معنی ھے ساقط کرنا یعنی موجب عذاب نہ رھے تو عذاب ساقط ھوجاتا ھے (معلوم ھوتا ھے کہ انکار لعان کی صورت میں حد زنا کا وجوب ھوجاتا ھے اور لعان کے بعد حد زنا کا سقوط ھوجاتا ھے) عورت کے حق میں جو لعان کو حد زنا کے قائم مقام قرار دیا گیا ھے اس کا مطلب صرف یہ ھے کہ اگر عورت لعان کر لے گی تو حد زنا اس پر جاری نہ ھوگی اور لعان سے انکار کردے گی تو حد زنا جاری ھوگی (انکار لعان کی صورت میں قید کر دینے کی سزا کہاں سے نکل سکتی ھے عورت کا لعان تو حد زنا کے قائم مقام ھے قید کے قائم مقام نہیں، پس لعان سے انکار کی صورت میں حد زنا جاری ھوجانی چاھیئے) "

۱۹- علامہ الوسی" روح المعانی" میں اس آیہ کریمہ کے ان الفاظ کی تفسیر یوں فرماتے ھیں :-

"و(یدروأ) ائی یدفع (عنھا العذاب) ائی العذاب الدنیوی و ھو حبس عندنا والحد عند الشافعی " یعنی یدروأ سے مراد دور ھوجانا اور عنھا العذاب سے عذاب دنیوی مراد ھے اور وہ ھمارے نزدیک قید اور شافعیؒ کے نزدیک حد ھے (جلد 18 صفحہ 95) الوسی اس مسئلہ پر مزید بحث یوں فرماتے ھیں -

" ویشترط فی وجوب اللعان طلب الزوجۃ فی مجلس القاضی کما فی البدائع اذا کان القذف بصریح الزنا لان اللعان حقھا فانہ لدفع العـــــار عنھـــــا "

یعنی " اور شرط ہے لعان کے وجوب میں زوجہ کا قاضی کی مجلس میں طلب کیا جانا جبکہ اسپر زنا کا الزام لگے تو یہ لعان اسکا حق ہوتا ہے کہ یہ اس سے عار (الزام کی شرم و ننگ) کو دور کردیتا ہے" (ایضاً صفحہ 98)۔

"وكذا اذا لاعن فامتنعت تحد عنده حد الزنا وعندنا تحبس حتى تلاعن أو تصدقه فيرتفع سبب وجوب لعانها وهو التكاذب"

(یہ آگے چلکر تحریر کرتے ہیں) یعنی" اور جب شوہر نے لعان کردیا اور زوجہ نے اس لعان کرنے سے انکار کردیا تو امام شافعیؒ کے نزدیک اسے زنا کی حد لگائی جائیگی اور ہمارے ہاں اسے قید کیا جائیگا یہاں تک کہ وہ لعان کرے یا شوہر کی تصدیق کرے (اور لعان کی صورت میں) پس اس سے لعان کے وجود کا سبب (یعنی تہمت زنا) اٹھ جائیگی اور وہ جھوٹ ہے (وہ تہمت جھوٹ ٹھہرے گی)"

اب اس تمام بحث سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جو کچھ الزام اسپر تھا۔ جو تہمت زوج نے اسپر لگائی تھی وہ تمام وکمال اس سے دفع ہوگئی۔ یہاں تک کہ اب اس تہمت سے پیدا ہونے والا ہر قسم کا عار بھی رفع ہوگیا۔ اور زوجہ نے معاشرہ میں ایک عفیفہ اور باکردار خاتون کا مقام جو اسے حاصل تھا نہیں کھویا۔

۲۰ - اب اس کیفیت میں اسے کسی ایسے مبینہ انفرادی فعل کی سزا کیسے دی جاسکتی ہے جو اسی تہمت زنا کے اجزائے ترکیبی میں شامل تھا۔ مثلاً اسی تہمت کے سلسلہ میں غیر محرم سے اختلاط یا ربط و خلط وغیرہ۔

یہ افعال تعزیر سے دو بنیادوں پر مبرا ہوگئے۔ اول یہ کہ انکی کوئی شہادت میسر نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ بڑے اور اصلی جرم کی بڑی سزا کے سقوط نے چھوٹی سزا کا وجوب بھی باطل کردیا۔

۲۱ - ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں (جلد نمبر 8 صفحہ 449) میں ویدروا عنها العذاب .... الاية پر ایک مستقل باب باندھ کر ہلالؓ ابن امیہ کی حدیث کی تشریح کے ضمن میں فرماتے ہیں (جب ہلالؓ کے اپنی بیوی پر شریک بن سحط سے زنا کرنے کا الزام لگانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے اور انکی زوجہ جو اسوقت حاملہ تھیں کے ایک دوسرے کے خلاف لعان کرنے پر تفریق

کرادی اور ہونے والے بچے کے خدو خال سے اسکے نسب کی نشانی لسان مبارک سے مقرر فرمادی اور جب بچے کی ولادت ہوئی تو ارشاد مبارک کی روشنی میں بچے کی نسبت شریک بن سحماء سے جاملتی تھی) تو مولود کا تعلق نسب شریک بن سحماء سے ظاہر ہونے پر ہلال رضؓ نے بچے کی ماںؑ پر حد کا اجراء طلب کیا تو اللہ کے نبیؐ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔

" لو لا ما مضی من کتاب اللہ لکان لی ولہا شان"

یعنی اگر کتاب اللہ میں یہ (لعان) نہ آگیا ہوتا تو میرے اور اس کے مابین معاملہ تھا (یعنی میں اسے سزا دیتا)

اب اس سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا کہ اس صورت میں جب ہلال بن امیہ کے پاس بیوی کے خلاف شہادت نہ تھی اور انہوں نے انپر بدکاری کا الزام عائد کیا (اس موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) "البینۃ اولا حدٌ فی ظہرک" یعنی شہادت سے الزام ثابت کر یا سزا کے لئے پشت کھول دے (یعنی حد قذف کیلئے تیار ہوجا) شہادت میسر نہ تھی انکو ول وحی ہوئی اور زیر بحث آیات کریمہ کی روشنی میں لعان کرایا گیا اور زوجین کے لعان کے بعد تفریق کرا دی گئی ۔ اور بیوی کو سزا نہ دی گئی ۔ لیکن جب جناب مخبر صادقؐ کی بتائی ہوئی نشانی سے بچے کی ولادت پر اسکے خدو خال نے ارتکاب جرم ظاہر بھی کردیا تو اس پر بھی ویدرواعنہا العذاب کا حکم حاوی رہا اور سزا رفع رہی ۔

۲۲ ۔ یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ زوجین کے ایک دوسرے کے بالمقابل لعان کی شرط اولیں یہی ہے کہ شوہر کے پاس بیوی کے ارتکاب جرم کی شہادت موجود نہ ہو۔ جہاں مطلوبہ شہادت میسر ہوگی وہاں لعان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا ۔ بلکہ شہادات پر فیصلہ ہوگا ۔ جیسے کہ حضرت ہلال والی حدیث کے آغاز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول ہے کہ فرمایا البیّنۃ اولا حدٌ فی ظہرک، الزام ثابت کرو یا سزا کے لئے پشت کھول دو (تاکہ قذف کے کوڑے پڑیں) یہ توجیسے اوپر بیان ہوا یہ لوگوں کے لئے اللہ کا فضل اور رحمت ہے کہ شوہر کو بیوی کے خلاف شہادت مہیا کرنے یا شہادت مہیا نہ ہونے کی صورت میں بد کار بیوی کی قربت کے دائمی کرب سے گزرنے کی زحمت سے لعان کا طریق کار مقرر کرکے نجات دلا دی اور نہ اسی امر نے

(صحیح مسلم میں ابوھریرہؓ کی حدیث کے مطابق) حضرت سعدؓ بن عبادہ کے ذھن میں الجھن پیدا کی تھی کہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی غیر مرد کو پاؤں تو میں اسکو ھاتھ نہ لگاؤں جبتک چار گواہ فراھم نہ کرلوں جسکا انھوں نے رسول مقبولؐ سے ذکر فرمایا تھا جس کے بعد آیات زیر بحث کا نزول ھوا [illegible] (مشکوہ شریف (مترجم اردو) جلد 2 صفحہ 139 مطبوعہ دینی کتب خانہ ۔ لاھور)

اب جبکہ شھادت موجود نہیں ھے تو شھادت کی جگہ حلوف قائم ھوگئے ۔ اور اگر شوھر نے لعان کرویا اور بیوی نے اس سے گریز کیا تو اسکے خلاف حلفی شھادت موجود ھوگی ۔ اور وہ جب تک الزام کی تکذیب کی تصدیق نہ کردے یا لعان پر تیار نہ ھوجائے محبوس رکھی جائیگی ۔ اب یہ جبس اور حد زنا اسپر سے اسی صورت میں ساقط ھونگے کہ شوھر کے حلفیہ لعان کے بالمقابل وہ بھی لعان کردے ۔ اور جھاں اسنے لعان کردیا ۔ تو پھر اس لعان سے اس شھادتی وزن کو قطع کردیا ۔ جو شوھر کے حلوف سے پیدا ھوا تھا ۔ اورمیزان کے پلڑے ایکبار پھر برابر ھوگئے ۔ اب سزا کی بنیاد کیا رھی ؟ کونسا جرم ثابت ھوسکا ھے کہ اسکی سزا جاری کی جائے۔ ویدروأ عنھا العذاب کے امر الھی کی یہ حکمت اس دلیل سے ایک عام انسان کے عاجز فھم و فکر میں بھی آجاتی ھے ۔

۲۳ ۔ اس امر کی اور وضاحت اس سے ھوتی ھے کہ جب آپ نے زوجین سے لعان کروا دیا تو فرمایا

"عذاب الدنیا اھون من عذاب الاخرہ" (المغنی)

یعنی عذاب دنیا آسان ھے عذاب آخرت کی نسبت ۔

مراد اس سے یہ ھے کہ لعان کرنے والے دو میں سے ایک جو جھوٹا ھے (جب دو آدمی ایک ھی معاملہ پر ایکدوسرے کے برعکس حلف اٹھائیں تو ظاھر ھے کہ ایک کا حلف صحیح ھوگا اور دوسرے کا دروغ پر مبنی ھوگا) اگر اپنے جھوٹ پر قائم نہ رھتا اور دنیوی عذاب یعنی حد کا اجراء قبول کر لیتا تو وہ گویا

سستا سودا کرتا به نسبت آخرت کا عذاب خرید نے کے جو اس دنیوی سزا کے مقابله میں بہت بڑا ہے۔

اب اس حدیث مبارکه سے بھی ہر قسم کی سزا کا سقوط واضح ہو گیا۔

۲۴- اب یہاں اس دفع عذاب کے ضمن میں جو اشکال بادی النظر میں حنفاء اور شوافع کے مسلک میں اختلاف پر پیدا ہوتا ہے اگر اسکی وضاحت کر دی جائے تو غیر متعلق نه ہو گا۔ ان میں اختلاف زوجین کے ایکدوسرے پر لعان کر دینے کے بعد عقوبت کے ساقط ہو جانے پر نہیں ہے اسمیں دونوں بالاتفاق زوجه کو سزاء سے بری الذمه قرار دیتے ہیں۔ اور دونوں کے نزدیک اسپر کوئی الزام باقی نہیں رہتا۔ البته اختلاف رائے لعان کی کاروائی کے اس درمیانی درجه پر ہے جب شوہر نے لعان کر دیا۔ اور بیوی نے سکوت اختیار کر لیا۔ اب یہاں امام شافعیؒ کے نزدیک حد رجم شوہر کے لعان کے ساتھ ہی عورت پر واجب آگئی۔ اور قابل نفاذ ہو گئی۔ امام ابوحنیفهؒ کے نزدیک مجرد زوج کے لعان کے ساتھ ہی بیوی پر حد جاری نہیں ہو گی بلکه وه محبوس کر دی جائیگی تاوقتیکه وه بھی لعان کر دے (حد تب واجب ہو گی که وه شوہر کی تصدیق کر دے ورنه حبس میں رہیگی)۔ اب بیوی نے جسوقت جو لعان کردیا۔ اسپر سے سزا دفع ہوگئی۔ اور یه سزا حبس کی اسلئے ہے که حد ابھی واجب ہی نه ہوئی تھی۔ اور چونکه امام شافعیؒ کے نزدیک مرد کے لعان کا ہی زوجه پر حد واجب ہو چکی تھی اسلئے موخرالذکر کے جوابی لعان پر یه حد ساقط ہوگئی۔ (حواله کیلئے متذکره صدر کتب ملاحظه فرمائیں) مقدمه زیر بحث میں عدالت میں طلبی پر 1/9/81 کو زوجین ایکدوسرے پر لعان کر چکے ہیں اسلئے صورت ہی پیدا نہیں ہوئی جسمیں سوال پیدا ہوتا که حد ساقط ہوئی ہے یا حبس ساقط ہوا ہے اس صورت میں تو متفق علیه مسئله یه ہے که حد ساقط ہو گئی اور اسمیں ائمه کا کوئی اختلاف نہیں۔

۲۵- مسئله زیر بحث کے متذکره صدر فقہی پہلو کے علاوه جہاں تک ... قوانین کا واقعات مقدمه پر اطلاق ہم سمجھتے ...

سستا سودا کرتا به نسبت آخرت کا عذاب خریدنے کے جو اس دنیوی سزا کے مقابلہ میں بہت بڑا ہے۔

اب اس حدیث مبارکہ سے بھی ہر قسم کی سزا کا سقوط واضح ہو گیا۔

۲۴۔ اب یہاں اس دفع عذاب کے ضمن میں جو اشکال بادی النظر میں حنفاء اور شوافع کے مسلک میں اختلاف پر پیدا ہوتا ہے اگر اسکی وضاحت کر دی جائے تو غیر متعلق نہ ہوگا۔ ان میں اختلاف زوجین کے ایک دوسرے پر لعان کر دینے کے بعد عقوبت کے ساقط ہو جانے پر نہیں ہے اسمیں دونوں بالاتفاق زوجہ کو سزاء سے بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ اور دونوں کے نزدیک اسپر کوئی الزام باقی نہیں رہتا۔ البتہ اختلاف رائے لعان کی کاروائی کے اس درمیانی درجہ پر ہے جب شوہر نے لعان کر دیا۔ اور بیوی نے سکوت اختیار کر لیا۔ اب یہاں امام شافعیؒ کے نزدیک حد رجم شوہر کے لعان کے ساتھ ہی عورت پر واجب آگئی۔ اور قابل نفاذ ہو گئی۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مجرد زوج کے لعان کے ساتھ ہی بیوی پر حد جاری نہیں ہو گی بلکہ وہ محبوس کر دی جائیگی تاوقتیکہ وہ بھی لعان کر دے (حد تب واجب ہو گی کہ وہ شوہر کی تصدیق کر دے ورنہ حبس میں رہیگی)۔ اب بیوی نے جسوقت جوابی لعان کر دیا۔ اسپر سے سزا دفع ہوگئی۔ اور یہ سزا حبس کی اسلئے ہے کہ حد تو ابھی واجب ہی نہ ہوئی تھی۔ اور چونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک مرد کے لعان کرتے ہی زوجہ پر حد واجب ہو چکی تھی اسلئے موخرالذکر کے جوابی لعان پر یہ حد ساقط ہوگئی۔ (حوالہ کیلئے متذکرہ صدر کتب ملاحظہ فرمائیں) مقدمہ زیر بحث میں تو عدالت میں طلبی پر 1/9/81 کو زوجین ایک دوسرے پر لعان کر چکے ہیں اسلئے وہ صورت ہی پیدا نہیں ہوئی جسمیں سوال پیدا ہوتا کہ حد ساقط ہوئی ہے یا حبس ساقط ہوا ہے۔ اس صورت میں تو متفق علیہ مسئلہ یہ ہے کہ حد ساقط ہو گئی اور اسمیں ائمہ کا کوئی اختلاف نہیں۔

۲۵۔ مسئلہ زیر بحث کے متذکرہ صدر فقہی پہلو کے علاوہ جہاں تک رائج الوقت قوانین کا واقعات مقدمہ پر اطلاق ہے مسماۃ منور جان کا بدوران ازدواج اپنی مرضی سے شوہر کا گھر چھوڑنا اور باپ کے گھر آجانا اورپھر باپ کے گھر سے بھی بطیب خاطر چلا جانا اور مختلف مقامات پر غیر محرموں کے ہاں رہنا یا انکی ملازمت کرنا کسی تعزیری ضابطہ میں قابل گرفت نہیں ہیں۔ اس ضمن میں دو تعزیراتی قوانین

نافذ العمل ھیں (1) جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈینینس1979ء اور(۲) تعزیرات پاکستان۔ یہ دونوں اس بارے میں خاموش ھیں۔ اور اسے جرم قرار نہیں دیتے۔ لہذا ان معاملات میں اگر مسمات منورجان کی کسی نے معاونت بھی کی ہو (جو شہادت سے ثابت نہیں ہوتی) تو وہ بھی کسی جرم کی اعانت کے زمرہ میں نہیں آئیگی۔ ان قوانین کے تحت جرم اغوا، بھلا پھسلا کر لے جانا یا ورغلا لے جانا یا بدکاری کی نیت سے کسی عورت کو چھپانا یا روکے رکھنا اول الذکر قانون کی دفعات 11 اور 16 کے تحت جرائم قرار دئیے گئے ھیں۔ مگر ان جرائم کے اجزائے ترکیبی اس مقدمہ میں ملوث کسی ملزم کے خلاف شہادت سے سامنے نہیں آئے اور ظن و تخمین کی جرم وسزا کے معاملہ میں کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اور نہ تصورات کا سہارا لیا جاسکتا ھے۔ اسلئے چند ایسے افعال جو ھر چند اخلاقی لحاظ سے معیوب بھی ہوں قابل تعزیر جرم تبھی بنتے ھیں جب رائج الوقت قانون انہیں ایسا قرار دے۔ جہاں تک مسمات منورجان ملزمہ/اپیلانٹ کا تعلق ھے وہ خود کسی طرح بھی اپنے اغوا یا ورغلائے جانے یا پھسلا لے جائے جانے یا چھپائی رکھی جانے وغیرہ کی مجرم قرار نہیں پا سکتی۔ اسلئے کہ جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈینینس کی دفعات نمبر 11/16 کے تحت وہ فعل جرم قرار پاتا ھے جو کسی عورت کے خلاف کیا گیا ہو۔ اسلئے تاوقتیکہ ایک عورت دوسری عورت کے خلاف ان جرائم کا ارتکاب کرے یا ان میں کسی اور کی معاونت کرے وہ عورت انمیں ماخوذ نہیں ہوسکتی۔ اور چونکہ یہ جرم عورت ذات کے خلاف سرزد ہوتے ھیں اسلئے کوئی ایک عورت ایک ھی وقت میں مظلومہ اور مجرمہ دونوں کردار کی ایک ھی معاملہ میں حامل نہیں ہوسکتی۔ تمام جرائم میں صرف خود کشی ایک ایسا واحد جرم ھے جسمیں کوئی فرد اس جرم کا ارتکاب خود اپنی ذات کے خلاف کرتا ھے اور بیک وقت ظالم و مظلوم دونوں ہوتا ھے باقی تمام دوسرے جرائم میں مجرم اور متاثرہ افراد دو الگ الگ فریق ہوتے ھیں۔ جو ایک ذات میں جمع نہیں ہوسکتے۔ اس عدالت نے "سیف الرحمان و یکدیگر بنام سرکار" (فوجداری اپیل 4/پی سال 1981ء فیصلہ بتاریخ 2/9/81) میں اس مسئلہ کا تفصیل سے جائزہ لیا ھے اور تعزیرات پاکستان اور متذکرہ آرڈینینس کے تقابلی مطالعہ سے قرار دیا ھے کہ مغویہ خود جرم اغوا میں اعانت کی مجرمہ قرار پاکر سزا یاب نہیں ہوسکتی اگر اسکی اعانت اسمیں شامل ہوگی تو جرم کی نوعیت وہ نہیں بنے گی جسے قانون قابل گرفت قرار دیتا ھے۔ مسمات منورجان ملزمہ/اپیلانٹ کے بارہ میں بھی یہی کیفیت ھے اگرچہ دفعہ 16 کے تحت جرم اسکی ذات کے خلاف سرزد ہو سکتا تھا۔ (جو شہادت سے ثابت نہیں ھے)

مگر وہ خود اپنی ذات کے بارہ میں اس جرم کی مرتکب نہیں ہوسکتی۔ اسلئے اسے مذکورہ دفعہ بشمول دفعہ 109 ت۔پ کے تحت مجرم قرار دیا جانا اور اس ضمن میں سزایابی نہ صرف واقعاتی لحاظ سے بلا جواز بلکہ قانون کی بدیہی حقیقتوں سے بھی متضاد ہے۔

۲۷۔ اس جملہ بحث کا لب لباب یہ سامنے آتا ہے کہ ہر سہ ملزمان اپیلانٹاں ، افادت ، محبت ، اور منور خان کی مشترکہ اپیل اور ملزمہ/ اپیلانٹ مسمات منور جان کی انفرادی اپیل سب کامیاب قرار پاتی ہیں۔ ان اپیل کنندوں کے خلاف ارتکاب جرم زیر دفعہ 16 جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس اور مسماۃ منور جان کے خلاف دفعہ 16 آرڈیننس مذکورہ بشمول دفعہ 109 تعزیرات پاکستان کی قرارداد اور اس کے عوض دی گئیں سزائیں منسوخ و کالعدم کی جاتی ہیں۔ اور انہیں متذکرہ الزامات سے بری قرار دیا جاتا ہے۔ تینوں اول الذکر اپیلانٹاں جو جیل میں ہوں اگر کسی اور جرم میں ماخوذ نہ ہوں تو فوری طور پر رہا کئے جائیں۔ مسمات منور جان جو ضمانت پر رہا ہے اسکا ضمانت نامہ ختم اور غیر موثر کیا جاتا ہے جہاں تک قاضی محمد نعیم اپیلانٹ کی اپیل کا تعلق ہے اسے بھی منظور کیا جاکر اس کے خلاف فاضل عدالت ماتحت کی نگارشات اور اسپر مقدمہ چلائے جانے کی ہدایات باطل و کالعدم قرار دی جاکر منسوخ کی جاتی ہیں اور اسطرح یہ تینوں اپیلیں منظور ہوتی ہیں۔

فیصلہ سنایا گیا۔

بتاریخ ...9...دسمبر.......1981ء

(دستخط)

رکن دوئم

مجھے جسٹس کریم اللہ درانی کی رائے اور فیصلہ سے مکمل اتفاق ہے
ظہور الحق

رکن اول

--/-/-/-/---
رکن چہارم

قانون کے جرائد میں اشاعت کیلئے موزوں قرار دیا گیا۔
(دستخط) (دستخط)